قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ مریم

(۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کٓہٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِکۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّکَ عَبۡدَہٗ زَکَرِیَّا ﴿۲﴾ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً

۲

اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے، جس کی شفقت ابدی ہے۔

یہ سورہ 'کٓہٰیٰعٓصٓ'[۱۱۱] ہے۔ یہ تیرے پروردگار کے (فضل و) رحمت کا ذکر[۱۱۲] ہے جو اُس نے اپنے بندے[۱۱۳]

۱۱۱؎ یہ سورہ کا نام ہے۔ اِس طرح کے جو نام قرآن میں آئے ہیں، اُن کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر ہم سورۂ بقرہ (۲) کی آیت ۱ کے تحت بیان کر چکے ہیں۔

۱۱۲؎ لفظ 'ذِکۡر' یہاں اُسی مفہوم میں ہے جس میں آگے 'اُذۡکُرۡ' کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

۱۱۳؎ آیت میں لفظ 'عَبۡد' استعمال ہوا ہے۔ یہ حضرت زکریا کے اختصاص کو بیان کرتا ہے۔ استاذ امام کے الفاظ میں، جس کو اللہ تعالیٰ خود اپنا بندہ کہہ کر یاد فرمائے، اُس کے لیے اِس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے۔ یہ زکریا کون تھے؟ ہم سورۂ آل عمران (۳) کی آیت ۳۷ کی تفسیر میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ سیدنا ہارون علیہ السلام کے خاندان سے اور سیدہ مریم کے خالو تھے۔ بنی اسرائیل میں کہانت کا جو نظام قائم کیا گیا تھا، اُس کی رو سے لاوی بن یعقوب کا گھرانا مذہبی خدمات کے لیے خاص تھا۔ پھر بنی لاوی میں سے بھی مقدس میں خداوند کے آگے بخور جلانے اور

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

خَفِیًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا

زکریا پر کیا تھا، جب اُس نے اپنے پروردگار کو چپکے چپکے پکارا[114]۔ اُس نے عرض کیا[115]: میرے پروردگار، میری ہڈیاں بوڑھی ہوگئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے اور اے پروردگار، تجھ سے مانگ کر میں کبھی محروم نہیں رہا۔ مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں سے اندیشہ ہے[116] اور میری بیوی بانجھ ہے[117]۔

پاک ترین چیزوں کی تقدیس کی خدمت سیدنا ہارون کے خاندان کے سپرد تھی۔ دوسرے بنی لاوی مقدس کے اندر نہیں جا سکتے تھے، بلکہ صحنوں اور کوٹھڑیوں میں کام کرتے تھے۔ سبت کے دن اور عیدوں کے موقع پر سوختنی قربانیاں چڑھاتے تھے اور مقدس کی نگرانی میں بنی ہارون کی مدد کرتے تھے۔ زکریا بنی ہارون کے خاندان میں سے ابیاہ کے سربراہ تھے۔ چنانچہ اپنے خاندان کی طرف سے یہی معبد کی خدمت انجام دیتے تھے۔

۱۱۴۔ یعنی راز و نیاز کے انداز میں۔ یہ دعا کے آداب میں سے ہے، اِس لیے کہ اِسی میں بندہ اپنے پروردگار کے لیے خاص ہو کر اپنی درخواست اُس کے حضور پیش کرتا ہے۔

۱۱۵۔ آگے کی آیتوں میں اشارہ ہے کہ اُنھوں نے یہ درخواست ہیکل میں غالباً اعتکاف کی حالت میں پیش کی ہے۔

۱۱۶۔ یعنی وہ دینی اور اخلاقی لحاظ سے اچھے لوگ نہیں ہیں۔ چنانچہ اندیشہ ہے کہ میرے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد میری اور میرے خاندان کی اُن روایات کو قائم نہ رکھ سکیں گے جو ہمارا اصل سرمایۂ امتیاز ہیں۔

۱۱۷۔ یہاں تک اُس درخواست کی تمہید ہے جو اُنھوں نے آگے پیش فرمائی ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...حضرت زکریا نے عرض مدعا سے پہلے اُس کے لیے تمہید استوار کی ہے اور اِس میں شبہ نہیں کہ ایسی موثر تمہید استوار کی ہے کہ اگر سوء ادب پر محمول نہ کیجیے تو عرض کروں کہ یہ خدا کی رحمت پر کمند ڈال دینے والی تمہید ہے۔ حضرت زکریا نے ایک تو اپنے ضعف و ناتوانی کو سفارش میں پیش کیا، دوسرے اپنے ساتھ زندگی بھر اپنے رب کے معاملے کو۔ فرماتے ہیں کہ اے رب، میں کبھی تجھے پکار کے محروم نہیں رہا۔ غور کیجیے کہ جو سائل جس در سے کبھی محروم نہیں لوٹا ہے، وہ اِس پیری و ناتوانی میں، جب کہ اُس کی ہڈیوں تک کی گود خشک ہو چکی ہے، اُس دروازے سے کس طرح محروم لوٹایا جائے گا۔“ (تدبر قرآن ۴/ ۶۳۵)

فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ﴿۵﴾ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿۶﴾

یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ﴿۷﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ﴿۸﴾ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

سوا اپنے پاس سے تو مجھے ایک وارث عطا فرما دے جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا بھی۔ اور میرے پروردگار، تو اُس کو ایک پسندیدہ انسان بنا۔[118] ۱-۶

(فرمایا): اے زکریا، ہم تمھیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔[119] ہم نے اِس سے پہلے اُس کا کوئی نظیر نہیں بنایا ہے۔[120] اُس نے عرض کیا: پروردگار، میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں خود بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔ فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔[121] تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ یہ میرے لیے بہت آسان ہے۔ میں اِس سے پہلے تجھے پیدا کر چکا ہوں،

۱۱۸؎ یعنی پسندیدہ اخلاق کا حامل اور اُن کمزوریوں سے پاک جو اِس وقت خاندان میں درآئی ہیں۔

۱۱۹؎ حضرت زکریا نے بالکل صحیح وقت پر، صحیح مقصد کے لیے اور نہایت سچے جذبے کے ساتھ دعا کی تھی۔ چنانچہ زبان سے نکلی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے قبول فرما لیا۔ بندے کی دعا اگر اِس یقین کا بے تابانہ اظہار ہو کہ میرے لیے ایک ہی دروازہ ہے، اِس سے پہلے بھی یہیں سے پایا ہے اور اب بھی یہیں سے پاؤں گا تو اُس کے لیے خدا کی رحمت اُن گوشوں سے نمودار ہو جاتی ہے، جہاں سے اُس کو وہم و گمان بھی نہ ہو۔

۱۲۰؎ یعنی اِس سے پہلے کوئی بچہ اِس طرح کے بوڑھے باپ اور بانجھ ماں کو نہیں دیا ہے، اِس لیے عام قانون سے ہٹ کر یہ ہر لحاظ سے بے نظیر فرزند ہے۔

۱۲۱؎ قرینہ دلیل ہے کہ یہ جواب ہاتف غیب کی زبان سے ہے۔ آیت میں 'كَذٰلِكَ' کی خبر محذوف ہے۔ یہ زور اور تاکید کے لیے حذف کر دی گئی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ
لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْهُ
بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾

جب کہ تم کچھ بھی نہیں تھے۔ زکریا نے کہا: میرے پروردگار، میرے لیے کوئی نشانی ٹھیرا دیجیے۔[۱۲۲] فرمایا: تمھارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم تین شب و روز لوگوں سے بات نہیں کر سکو گے، جب کہ تم بالکل تندرست ہو گے۔[۱۲۳] چنانچہ محراب عبادت سے نکل کر وہ اپنے لوگوں کے پاس آیا، پھر اشارے سے اُن کو ہدایت کی کہ صبح و شام خدا کی تسبیح کرتے رہو۔[۱۲۴] ۷-۱۱

۱۲۲؎ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکریا کا گمان تو اگرچہ یہی تھا کہ یہ بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، لیکن دل کے کسی گوشے میں یہ کھٹک ضرور تھی کہ ممکن ہے کہ یہ اپنے ہی گنبد دل کی صدا اور اپنی ہی آرزوؤں کے ہجوم میں شیطان کا کوئی القا ہو جسے وہ فرشتوں کا الہام سمجھ بیٹھے ہیں۔ چنانچہ یہ درخواست اُنھوں نے اپنے اطمینان کے لیے کی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۲۳؎ یعنی یہ حالت کسی مرض یا خرابی کی وجہ سے نہیں ہو گی، بلکہ خدا کی ایک نشانی ہو گی کہ تم خدا کی تسبیح و تہلیل تو کرو گے، لیکن لوگوں سے کوئی بات نہیں کر سکو گے۔ سورۂ آل عمران (۳) کی آیت ۴۱ میں اِس کی تصریح ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ’’...ظاہر ہے کہ ایک آدمی پر ایسی حالت کا طاری ہو جانا کہ وہ ذکر الٰہی تو کر سکے، لیکن کوئی اور کلمہ زبان سے نہ نکال سکے، کوئی شیطانی حالت نہیں ہو سکتی۔ یہ ہو سکتی ہے تو رحمانی حالت ہی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ یہ حالت حضرت زکریا پر طاری ہو گئی۔ وہ محراب عبادت سے نکل کر لوگوں میں آئے تو وہ کچھ بول نہیں سکتے تھے۔ صرف اشارے سے اُنھوں نے لوگوں کو تسبیح و تہلیل میں مشغول رہنے کی ہدایت کی۔‘‘ (تدبر قرآن ۴/ ۶۳۸)

۱۲۴؎ لفظ ’مِحْرَاب‘ یہاں معبد کے اُن حجروں کے لیے آیا ہے جن میں بیٹھ کر لوگ عبادت کرتے تھے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ دعا اور بشارت کے وقت حضرت زکریا ہیکل ہی کے کسی گوشے میں مصروف عبادت تھے۔ سورۂ آل عمران (۳) کی آیت ۳۹ میں وضاحت ہے کہ جب یہ بشارت نازل ہوئی تو وہ نماز میں کھڑے تھے۔ اِسی طرح یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ باہر لوگ کسی وجہ سے اُن کا انتظار کر رہے تھے۔ انجیل میں ہے کہ لوگوں کا خیال تھا کہ اُنھوں نے مقدس میں کوئی رؤیا دیکھا ہے۔* چنانچہ وہ باہر آئے تو اُنھوں نے اشارہ کیا کہ تسبیح و تہلیل کرو۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

* لوقا ۱: ۲۲۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً
وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ

(یہ بشارت پوری ہوئی۔ چنانچہ وہ بچہ سن رشد کو پہنچا تو فرمایا): اے یحییٰ، ہماری کتاب[125] کو مضبوط تھام لو۔ ہم نے اُس کو بچپن ہی میں (حق و باطل کے درمیان) فیصلہ کر لینے کی صلاحیت سے نوازا اور خاص اپنی طرف سے سوز و گداز[126] اور (ظاہر و باطن کی) پاکیزگی عطا فرمائی اور وہ نہایت پرہیزگار[127] اور اپنے والدین کا فرماں بردار بھی تھا،[128] سرکش اور نافرمان نہیں تھا۔ اور اُس پر سلامتی (کی بشارت) تھی، جس دن

’’... اِس اشارے کے اندر یہ بات مضمر تھی کہ وہ قدرت کے کسی بہت بڑے راز کے امین ہیں جس کے اظہار کا وقت ابھی نہیں آیا ہے۔ لوگ خدا کی حمد و تسبیح میں مشغول رہ کر اُس کا انتظار کریں اور دیکھیں کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔‘‘ (تدبر قرآن ۴/۶۳۸)

۱۲۵؎ یعنی تورات کو۔ یہ ہدایت اِس لیے ہوئی کہ شیاطین جن و انس کو سب سے بڑھ کر دشمنی کتاب الٰہی ہی سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اُس کے حاملین کو وہ اُس سے برگشتہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

۱۲۶؎ اصل میں لفظ ’حَنَان‘ آیا ہے۔ اِس کے معنی محبت، ذوق و شوق اور سوز و گداز کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے پر خاص کرم فرماتا ہے تو اُسے اِن چیزوں سے بھی حصۂ وافر عطا کر دیتا ہے۔ اِس لیے کہ انسان کے قلب و روح کی زندگی اِنھی چیزوں سے عبارت ہے۔ حضرت یحییٰ پر یہ عنایت کس درجے میں تھی؟ اِس کا کچھ اندازہ انجیل میں اُن کے ارشادات سے کیا جا سکتا ہے۔ اُن کی دعوت کا ایک خاص رنگ تھا۔ وہ لوگوں سے گناہوں کی توبہ کراتے اور توبہ کرنے والوں کو روح و جسم، دونوں کی پاکیزگی کے لیے غسل کراتے تھے۔ اِسی بنا پر اُنھیں یوحنا بپتسمہ دینے والا (John the Baptist) کہا جاتا ہے۔ اُنھیں مسیح علیہ السلام کا ارہاص بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اُن کی منادی کرتے تھے کہ توبہ کرو، اِس لیے کہ خدا کی بادشاہی قریب آ گئی ہے*۔ اِسی طرح کہتے تھے کہ میں بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو**۔

۱۲۷؎ حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں، اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی

* متی ۳:۲۔

** یوحنا ۱:۲۳۔

وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾

وہ پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔[129] ۱۲-۱۵

نہیں ہوا*۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ زہد و تقویٰ میں بھی وہ کس مقام پر تھے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...اُن کی ساری زندگی ترک دنیا کی زندگی تھی۔ اُنھوں نے توبہ کی منادی اس زور و شور سے کی کہ اُس سے دشت و جبل گونج اٹھے۔ ہیکل میں تقریر کرتے تو لوگوں کے دل دہل جاتے۔ لیکن اس دنیا سے اُن کا تعلق صرف دینے کے لیے تھا، اِس سے لیا اُنھوں نے کچھ بھی نہیں۔ جنگل کے شہد اور اُس کی ٹڈیوں پر گزارہ کرتے، کمبل کی پوشاک سے بدن ڈھانکتے اور جس سر کو چھپانے کے لیے اِس دنیا میں کوئی چھت نہیں بنائی، اُس کو خدا کی کتاب کی خاطر کٹوا کر اِس دنیا سے رخصت ہو گئے۔“ (تدبر قرآن ۴/۶۳۹)

یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ اُس عہد کے یہودی فرماں روا ہیرود اینٹی پاس کی فاسقانہ حرکات پر حضرت یحییٰ کی تنقیدوں کے جرم میں اُنھیں قید کر دیا گیا۔ وہ جیل ہی میں تھے کہ ہیرود کی سالگرہ کے جشن میں ہیرودیاس کی بیٹی کے رقص سے متاثر ہو کر ہیرود نے اُس سے پوچھا کہ مانگ کیا مانگتی ہے؟ یہ ہیرودیاس ہیرود کے بھائی فلپ کی بیوی تھی جسے اس نے اپنے گھر ڈال رکھا تھا۔ بیٹی نے اپنی فاحشہ ماں سے پوچھا کہ کیا مانگوں؟ ہیرودیاس حضرت یحییٰ کی دعوت کو اپنے جیسی عورتوں کے لیے خطرہ سمجھتی تھی۔ اُس نے بیٹی سے کہا کہ یحییٰ کا سر مانگ لے۔ ہیرود اگرچہ یحییٰ علیہ السلام کو ایک مقدس آدمی سمجھ کر اُن کا احترام کرتا تھا، مگر محبوبہ کی بیٹی کا تقاضا رد نہیں کر سکا۔ اُس نے قید خانے سے اُن کا سر کٹوا کر منگوایا اور رقاصہ کی فرمایش کے مطابق ایک تھال میں رکھ کر اُس کی نذر کر دیا**۔

یہاں یہ امر واضح رہے کہ یحییٰ علیہ السلام کی جس فقیرانہ زندگی کا ذکر اوپر ہوا ہے، وہ اُنھوں نے اِس لیے اختیار کی کہ وہ اور مسیح علیہ السلام، دونوں بنی اسرائیل پر اتمام حجت سے پہلے آخری اتمام حجت کے لیے آئے تھے۔ وہ اُس بستی میں گھر کیا بناتے جو سیلاب کی زد میں تھی اور اُس درخت کی بہار کیا دیکھتے جس کی جڑوں پر کلہاڑا رکھا ہوا تھا۔ ایک ایک دروازے پر دستک دے کر لوگوں کو آنے والے طوفان سے خبردار کرنے والے اپنا گھر بسانے اور اپنا کھیت اگانے میں لگ جاتے تو اپنے فرض سے کوتاہی کے مرتکب قرار پاتے۔ چنانچہ دونوں نے تجرد و انقطاع کا طریقہ

* متی ۱۱:۱۱۔

** متی ۱۴:۳-۱۲۔ مرقس ۶:۱۷-۲۹۔ لوقا ۳:۱۹-۲۰۔

www.javedahmadghamidi.org

اختیار کیا، قوت لایموت پر اکتفا کی، درویشوں کا لباس پہنا اور زمین و آسمان ہی کو چھت اور بچھونا بنا کر زندگی بسر کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

۱۲۸؎ یعنی اِس کے باوجود نہایت فرماں بردار تھے کہ ولادت سے لے کر تعلیم و تربیت تک کسی معاملے میں بھی والدین کے محتاج نہیں رہے، بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں اِن تمام مراحل سے گزرے۔

۱۲۹؎ یہ زندگی کے ہر مرحلے میں اُن کے لیے فرشتوں کی مبارک سلامت کا حوالہ ہے جس سے وہ اُن کا استقبال کریں گے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com